اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ (پارہ ۴ رکوع ۲)

ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات

www.e-iqra.info

تالیف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

مکتبۃ الاسلام کراچی

طبع جدید: صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ اپریل ۲۰۰۳ء

ناشر: مکتبۃ الاسلام، کورنگی کراچی

فون: 5016664 - 5016665

کمپوزنگ: برھان انٹر پرائز ز، کورنگی کراچی۔

مطبع: القادر پرنٹنگ پریس کراچی

www.e-iqra.info

ملنے کے پتے

☆......مکتبۃ الاسلام، کورنگی کراچی

فون: 5016664 - 5016665

☆......ادارۃ المعارف کراچی۔ احاطۂ دار العلوم کراچی ۱۴

☆......مکتبہ زکریا، بنوری ٹاؤن، کراچی ۵

☆......ایچ ایم سعید کمپنی۔ ادب منزل پاکستان چوک کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صَفَر کے معنیٰ:

صَفَر عربی زبان کا لفظ ہے جس میں ''ص'' اور ''ف'' دونوں پر زبر ہے اس کے معنیٰ وہی ہیں جو عام طور پر مشہور ومعروف ہیں یعنی اسلامی مہینوں میں دوسرا مہینہ (صحاح)

صَفَر کے متعلق اہلِ عرب کے توہُّمات

اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں صَفَر کے متعلق اہلِ عرب کے مختلف اور عجیب وغریب توہمات تھے، حضرات محدثینِ کرام رحمہم اللہ نے ان سب کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، ذیل میں انکا مختصراً انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

صَفَر کے متعلق اہلِ عرب کا یہ گمان تھا کہ اس سے مراد وہ سانپ ہے جو انسان کے پیٹ میں ہوتا ہے اور بھوک کی حالت میں انسان کو ڈستا اور کاٹتا ہے۔ چنانچہ بھوک کی حالت میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ اسی کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔

www.e-iqra.info

بعض اہل عرب کا یہ نظریہ تھا کہ صَفَر سے مراد پیٹ کا وہ جانور ہے جو بھوک کی حالت میں بھڑکتا ہے اور جوش مارتا ہے اور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے بسا اوقات اس کو جان سے بھی مار دیتا ہے نیز اہلِ عرب اس کو خارش کے مرض والے سے زیادہ متعدی مرض سمجھتے تھے۔

بعض کے نزدیک صَفَر ان کیڑوں کو کہتے ہیں جو جگر اور پسلیوں کے سِرے میں پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان کا رنگ بالکل پیلا ہو جاتا ہے، جس کو طب کی اصطلاح میں ''یرقان'' کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ صَفَر ایک مشہور مہینہ ہے جو محرم اور ربیع الاوّل کے درمیان آتا ہے لوگوں کا اسکے متعلق یہ گمان ہے کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں نیز اہلِ عرب صَفَر کا مہینہ آنے سے بدفالی بھی لیا کرتے تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایامِ جاہلیت میں لوگ ماہِ صَفَر کو ایک سال حلال اور ایک سال حرام ٹھہرایا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کبھی اہلِ عرب ماہِ صَفَر کو جوان کے نزدیک محترم مہینوں میں سے ہے جس میں جنگ وجدال حرام سمجھتے تھے وہ ماہِ محرم کو بڑھا کر صَفَر کو بھی اس میں شامل کر لیتے اور جنگ وجدال کو صَفَر میں

www.e-iqra.info

بھی ناجائز قرار دیتے اور کبھی صَفَر کو محرم سے علیحدہ قرار دے کر محترم مہینوں سے اس کو خارج کر دیتے اور اس میں جنگ و جدال مباح سمجھتے۔ (مرقات و ما ثبت بالسنۃ تبصرف)

صَفَر کے متعلق دورِ حاضر کے لوگوں کے خیالات:

آج کل بھی ماہِ صَفَر کے متعلق عام لوگوں کے ذہن میں مختلف خیالات جمے ہوئے ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

بعض ماہِ صَفَر میں شادی بیاہ اور دیگر پر مسرت تقریبات منعقد کرنے اور اہم امور کا افتتاح اور ابتدا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں صَفَر میں کی ہوئی شادی صِفر ہوگی (یعنی ناکام ہوگی) اور اس کی وجہ عموماً ذہنوں میں یہی ہوتی ہے کہ صَفَر کا مہینہ نامبارک اور منحوس مہینہ ہے چنانچہ صَفَر کا مہینہ گزرنے کا انتظار کرتے ہیں اور پھر ربیع الاوّل کے مہینے سے اپنی تقریبات شروع کرتے ہیں۔ اس وہم پرستی کا دین سے کوئی واسطہ نہیں یہ محض باطل ہے۔

بعض ماہِ صَفَر کی یکم سے ۱۳ر تاریخ تک کے ایام کو بطورِ خاص منحوس اور برا جانتے ہیں اور ۱۳ر تاریخ کو کچھ گھونگھنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ اس نحوست سے حفاظت ہو جائے یہ بھی بالکل بے اصل بات ہے۔

من گھڑت اور ایجاد کردہ باتوں کی کوئی بنیاد تو ہوتی نہیں لیکن جب

جاہلوں سے یا ان گمراہ کن راہنماؤں سے ان کے باطل نظریات کی دلیل مانگی جاتی ہے تو وہ من گھڑت روایتیں اور غلط ملط دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ صَفَر کے منحوس ہونے کے متعلق بھی ان سے ایک روایت منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ بَشَّرَنِی بِخُرُوْجِ صَفَر بَشَّرْتُہٗ بِا لْجَنَّۃِo

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ماہِ صَفَر کے ختم ہونے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دونگا۔ (الموضوعات الکبریٰ لملاعلی قاری ٦٩)

اس روایت سے یہ لوگ ماہِ صَفَر کے منحوس اور نامراد ہونے پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صَفَر میں نحوست تھی جبھی تو نبی ٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اور صَفَر کے بسلامت گزرنے پر جنت کی بشارت دی، تو واضح ہو کہ اوّل تو حضرت ملا علی قاریؒ نے جو بڑے جلیل القدر محدث ہیں اپنی مشہور ومعروف کتاب ''الموضوعات الکبریٰ'' جس میں موصوف نے موضوع، بے اصل اور من گھڑت حدیثیں جمع کی ہیں اُس میں اِس روایت کو ذکر کیا ہے اور اس کو موضوع بتایا ہے، لہذا اس موضوع اور من گھڑت روایات سے استدلال کرنا سراسر جہالت اور گمراہی کی بات ہے پھر اگر اس روایت کے الفاظ پر غور کریں تو ان الفاظ میں کہیں بھی ماہِ صَفَر کے منحوس ہونے پر کوئی اشارہ نہیں ہے۔ لہذا ان الفاظ سے ماہِ صَفَر کو منحوس سمجھنا محض بے بنیاد خیال ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں اور تھوڑی دیر کے لئے اس روایت کے من گھڑت ہونے

www.e-iqra.info

سے قطع نظر کر کے اگر اس کے الفاظ پر غور کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ماہِ ربیع الاوّل میں ہونے والی تھی اور آپ ﷺ موت کے بعد اللہ جل شانہ کی ملاقات کے مشتاق تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو ماہِ صَفَر کے گزرنے اور ربیع الاوّل کے شروع ہونے کی خبر کا انتظار تھا اور ایسی خبر لانے پر آپ ﷺ نے اس بشارت کو مرتَّب فرمایا، چنانچہ تصوف کی بعض کتابوں میں اسی مطلب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس روایت کو ذکر کیا گیا ہے، لیکن ماہِ صَفَر کے مہینہ کی نحوست اس سے قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔

بعض لوگ بالخصوص مزدور طبقہ صَفَر کی آخری بدھ کو عید مناتا ہے اس دن کاریگر اور مزدور کام نہیں کرتے۔ آجر مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں اور ہر مزدور کو مٹھائی اور عیدی دی جاتی ہے یہ بھی محض بے اصل بات ہے اور واجب الترک ہے۔

بعض لوگ اس دن چھٹی کرنے کو اجر وثواب کا موجب سمجھتے ہیں اور مشہور ہے کہ اس دن آنحضرت ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا، اس کی بھی کچھ اصل نہیں، بلکہ اس دن تو آنحضرت ﷺ کے مرضِ وفات کی ابتدا ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے مرضِ وفات پر خوشی کیسی؟

بعض لوگ اس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں اور اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے اور تعویذات بنوا کر ماہِ صَفَر کی نحوست، مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے پہنا کرتے

ہیں یہ خالص وہم پرستی ہے جس کو ترک کرنا واجب ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں ماہِ صَفَر کے متعلق بکثرت مصیبتیں اور بلائیں نازل ہونے کا جو اعتقاد اوپر نقل کیا گیا ہے اس کی بنیاد پر بعض مذہبی لوگوں نے بھی اس ماہ کو مصیبتوں اور آفتوں سے بھرپور قرار دیا ہے، حتی کہ لاکھوں کے حساب سے آفات وبلیّات کے نازل ہونے کی تعداد بھی نقل کردی ہے اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جلیل القدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کو بھی اسی ماہ میں مبتلائے مصیبت ہونا قرار دیا ہے اور پھر خود ہی نماز کے خاص طریقے بتلائے جن پر عمل کرنے سے عمل کرنے والا تمام مصائب وآلام سے محفوظ ہو جاتا ہے جن کی قرآن وسنت سے کوئی سند نہیں۔ کیونکہ جب بنیادی طور پر ماہِ صَفَر میں مصیبتوں اور آفتوں کا نازل ہونا ہی باطل ہے اور جاہلیتِ اولیٰ کا ایجاد کردہ نظریہ ہے اور حضورِ اقدس ﷺ نے اس کو بالکل بے اصل اور بے بنیاد قرار دیا ہے (جیسا کہ عنقریب آرہا ہے) تو اس پر جو بنیاد بھی رکھی جائے گی وہ بھی باطل اور غلط ہی ہوگی۔ ذیل میں ان باتوں کا ایک اقتباس دیا جاتا ہے تاکہ بخوبی سمجھ کر اجتناب کرنا آسان ہو۔

دوسرا مہینہ سال میں صَفَر المُظَفَّر کا ہوتا ہے یہ مہینہ نزولِ بلا کا ہے تمام سال میں دس لاکھ اسّی ہزار (۱۰,۸۰۰۰۰) بلائیں نازل ہوتی ہیں ان میں سے نو لاکھ بیس ہزار بلائیں خاص ماہِ صَفَر میں نزول کرتی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ماہِ صَفَر کے گزرنے کی خوشخبری سنادے میں اسے بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دوں، حضرت

آدم صفی اللہ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) سے لغزش ہوئی تو اسی مہینہ میں ہوئی، حضرت ابراھیم خلیل اللہ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ و السلام) آگ میں ڈالے گئے تو اول تاریخ صَفَر کی تھی، حضرت ایّوب (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) جو مبتلائے بلا ہوئے تو اسی مہینے میں ہوئے۔ حضرت زکریا (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)، یحییٰ (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ و السلام)، وجرجیس و یونس (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ و السلام) وحضرت محمد سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سب مبتلائے بلا اسی مہینے میں ہوئے حضرت ہابیل بھی اس میں شہید ہوئے، اسی لئے شب اوّل اور روزِ اوّل ماہِ صَفَر میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ چار رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۃ الحمد (سورۃ فاتحہ) پندرہ بار سورۃ الکفرون اور دوسری میں اسی قدر قل ھواللہ (سورۃ الاخلاص) تیسری میں اسی قدر سورۃ الفلق چوتھی میں اسی قدر سورۃ الناس پڑھے، بعد سلام کے ستر مرتبہ:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلا اور ہر آفت سے محفوظ رکھے گا اور ثوابِ عظیم عطا فرمائے گا۔ دوسری نماز اس مہینے میں یہ بھی ہے کہ پہلی تاریخ کو غسل کرے اور وقت چاشت کے دو رکعت نفل گیارہ گیارہ بار قل ھواللہ کے ساتھ پڑھے بعد سلام کے ستر بار (۷۰) درود شریف:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَرِّفْ عَنِّيْ سُوْءَ هٰذَا الْيَوْمِ وَاعْصِمْنِيْ مِنْ سُوْئِهٖ

وَ نَجِّنِیْ عَمَّا اَصَابَ فِیْهِ مِنْ تتمو ساله بِفَضْلِکَ یَا دَافِعَ الشُّرُوْرِ وَیَامَالِکَ النُّشُوْرِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ‘ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ○

ترجمہ:

اے اللہ! دور رکھ مجھ سے برائی اس دن کی اور بچا مجھ کو اس کی برائی سے اور نجات دے مجھ کو اس چیز سے کہ جو پہنچے اندر اس کے نحوست اور سختیوں سے اپنے فضل سے، اے شروں کے دور کرنیوالے اور اے مالک قیامت کے اے سب مہربانوں کے مہربان۔ (راحت القلوب جواہر غیبی)

آخری چہار شنبہ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد (سورۃ الفاتحہ) کے تین تین بار قل ھو اللہ پڑھے، بعد سلام کے الم نشرح اور والتین اور اذا جاء اور سورہ اخلاص ان سب کو ۸۰ مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے اس کے دل کو غنی کر دے گا۔ (ھکذا فی رسالہ فضائل الشھور والایام)

یہ تمام باتیں محض غلط، بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔ قرآن و حدیث صحابہؓ و تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور سلف صالحینؒ کسی سے بھی ان کا ثبوت نہیں ہے بلکہ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے صاف اور واضح ارشادات کے ذریعے زمانہ جاہلیت کے توہمات اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام باطل خیالات اور صفر کے متعلق وجود میں آنے والے تمام نظریات کی تردید اور نفی فرما دی ہے اور ساتھ ہی عرب کے دورِ

جاہلیت میں جن جن طریقوں سے نحوست، بدفالی اور بدشگونی لی جاتی تھی ان سب کی بھی مکمل نفی فرمائی ہے اور مسلمانوں کو ان تمام توہمات سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ اب آنحضرت ﷺ کے چند ارشادات مع تشریح ملاحظہ ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَاعَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَاهَامَّةَ وَلَاصَفَرَ وَفِرَّمِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَاتَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ (رواه البخاری)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرض کا لگ جانا، اُلو اور صفر اور نحوست یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں اور جزامی شخص سے اس طرح بچو اور پرہیز کرو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔ (بخاری شریف)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَاغُوْلَ (رواه مسلم)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مرض لگ جانا، صفر اور غول بیابانی سب خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (رواہ مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَّةَ وَلَاصَفَرَ (رواه مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرض کا لگ جانا، اُلو اور صفر یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں (رواہ مسلم)

تشریح

یہ سب بخاری و مسلم کی صحیح صحیح حدیثیں ہیں، دیکھئے! ان میں رحمت کائنات ﷺ نے صَفَر کے متعلق جتنے باطل نظریات، خیالات اور توہمات زمانہ جاہلیت میں عربوں کے اندر رائج تھے ان سب کی صاف صاف نفی فرمادی اور کسی بھی قسم کے توہمات کی کوئی گنجائش نہیں رکھی اور جہاں زمانہ جاہلیت کے توہمات کی ان ارشادات سے تردید ہوگئی وہاں آپ ﷺ کے انہی پاک ارشادات سے بعد میں قیامت تک پیدا ہونے والے تمام غلط سلط خیالات و تصورات کی نفی بھی ہوگئی کیونکہ آپ ﷺ کے یہ ارشادات قیامت تک کیلیئے ہیں اور ثابت ہوگیا کہ ماہ صَفر المُظفَّر میں ہرگز کوئی نحوست نہیں ہے اور آفات وبلیّات اور امراض بھی اس مہینے میں نازل نہیں ہوتے۔

مذکورہ بالا احادیث میں آنحضرت ﷺ نے تین چیزوں کی نفی فرمائی ہے،

سب سے پہلے آپ ﷺ نے جس چیز کی نفی فرمائی ہے وہ ایک

بیماری کا دوسرے کو لگنا ہے، جسکی تفصیل یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ بیمار کے پاس بیٹھنے یا اس کے ساتھ کھانے پینے سے اس کی بیماری دوسرے تندرست اور صحتمند آدمی کو لگ جاتی ہے اور یہ لوگ ایسی بیماری کو عَدْویٰ (یعنی متعدی مرض اور چھوت کی بیماری) کہتے تھے، قدیم و جدید طب میں بھی بعض بیماریوں کو متعدی اور چھوت کی بیماری قرار دیا گیا ہے، مثلاً کوڑھ، خارش، چیچک، خسرا، گندہ دہنی (پایئوریا) آشوبِ چشم اور عام وبائی امراض وغیرہ، عام لوگوں میں چھوت چھات کا اعتقاد اور ایک بیماری دوسرے کو لگنے کا گمان بھی کافی عام ہے، چنانچہ ہمارے معاشرے میں بھی وبائی امراض میں مبتلا ہونے والوں سے بہت پرہیز کیا جاتا ہے، اُن کا کھانا پینا، رہنا سہنا اور اوڑھنا بچھونا سب علیحدہ کردیا جاتا ہے اور حد سے زیادہ چھوت چھات کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے اور نظریہ کو باطل قرار دیا اور فرمایا لَا عَدْویٰ یعنی بذاتِ خود ایک شخص کی بیماری بڑھ کر دوسرے کو نہیں لگتی بلکہ بیمار کرنا، نہ کرنا قادرِ مطلق کے اختیار میں ہے، وہ جس کو چاہے بیمار کرے اور جس کو چاہے بیماری سے محفوظ رکھے۔

ایک دوسری حدیث میں اسکی مزید تشریح اس طرح ہے کہ ایک دیہاتی نے عرض کیا "یا رسول اللہ!" "خارش اوّلاً اونٹ کے ہونٹ سے شروع ہوتی ہے، پھر اس کی دم سے آغاز کرتی ہے، پھر یہ خارش

دوسرے تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے، اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ! یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو خارش کیسے ہوئی اور کس کے ذریعے سے لگی؟ وہ دیہاتی یہ سن کر لاجواب ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو! متعدی مرض، چھوت، شگون اور بد فالی کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پیدا کر کے اس کی زندگی، روزی اور مصیبت مقرر کر دی ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ)

دوسری چیز جس کی حدیثِ بالا میں آنحضرت ﷺ نے نفی فرمائی ہے وہ ''ہامّہ'' ہے، اس کی حقیقت سے بھی باخبر ہونا چاہئے، ''ہامّہ'' کے لفظی معنی ''سر'' اور ''پرندے'' کے آتے ہیں، احادیث میں ''ہامّہ'' سے مراد پرندہ ہے، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں عرب لوگ ''ہامّہ'' پرندے سے بدشگونی اور نحوست مراد لیتے تھے اور اس کے متعلق ان میں طرح طرح کی باتیں پھیلی ہوئی تھیں مثلاً:

ان کا خیال تھا کہ مقتول کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے جس کا نام ''ہامّہ'' ہے، وہ ہمیشہ فریاد کرتا رہتا ہے کہ مجھے پانی پلاؤ، جب مقتول کا بدلہ قاتل سے لے لیا جاتا ہے تو پھر یہ پرندہ دور اُڑ جاتا ہے،

بعض کا خیال تھا کہ مردے کی ہڈیاں جب بوسیدہ اور معدوم ہو جاتی ہیں تو وہ ''ہامّہ'' بن کر قبر سے نکل جاتی ہیں اور اِدھر اُدھر گھومتی رہتی ہیں اور اپنے گھر والوں کی خبریں لیتی پھرتی ہیں،

بعض کا اعتقاد تھا کہ ''ہامّہ'' وہ الّو ہے جو کسی کے گھر پر بیٹھ کر آوازیں لگاتا ہے اور انھیں ہلاکت و بربادی اور موت کی خبریں دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس اعتقاد کو باطل قرار دیا اور ایسا اعتقاد رکھنے سے منع فرمایا اور واضح فرمایا کہ ''ہامّہ'' کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

تیسری چیز جس کی آنحضرت ﷺ نے احادیث میں نفی فرمائی ہے وہ ''نَوْءَ'' ہے، یہ چاند کی اٹھائیس منزلوں کا نام ہے، جس میں ہر منزل کے مکمل ہونے پر صبح صادق کے وقت ایک ستارہ گرتا ہے اور دوسرا ستارہ اس کے مقابلے میں اسی وقت مشرق میں طلوع ہوتا ہے۔

اہلِ عرب کا بارش کے متعلق یہ گمان تھا کہ چاند یا ستاروں کی ایک منزل کے ختم اور دوسری منزل کے آغاز پر بارش ہوتی ہے (مرقات) یعنی اہلِ عرب بارش کو منزل کی جانب منسوب کرتے اور کہتے تھے کہ فلاں منزل کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی اور ستاروں ہی کو بارش کے سلسلے میں مؤثر حقیقی مانتے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ''لَانَوْءَ'' فرما کر اس کی بھی مکمل نفی فرمادی اور اہلِ عرب کے اس گمان کو باطل اور بے بنیاد قرار دیا، کیونکہ ایسا خیال اور نظریہ انسان کو شرک کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔

بارش کا برسانا یا نہ برسانا محض حق تعالیٰ شانہ کی قدرت میں ہے، وہ جب چاہتے ہیں بارش برساتے ہیں اور جب نہیں چاہتے بارش نہیں برساتے، بلکہ ستاروں اور سیّاروں کی گردش اور ان کا طلوع و غروب، بارش ہونے یا نہ ہونے کا ایک ظاہری سبب تو ہو سکتے ہیں لیکن

موثرِ حقیقی ہرگز نہیں ہو سکتے، موثرِ حقیقی اور قادرِ مطلق محض اللہ جلّ شانہ کی ذات ہے۔ (ملخص از معارف القرآن)

چوتھی چیز جس کی آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا احادیث میں نفی فرمائی ہے وہ ''صَفَر'' ہے کہ ماہِ صَفَر میں ذاتی طور پر کوئی نحوست نہیں ہے، جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد
وآلہ واصحابہ و بارک وسلم

www.e-iqra.info

نوٹ:۔ برائے مہربانی اس کتاب کو پڑھ کر احتیاط سے رکھیں
یا پڑھنے کیلئے کسی کو دیدیں ضائع نہ کریں۔

مؤثر حقیقی ہرگز نہیں ہو سکتے، مؤثر حقیقی اور قادرِ مطلق محض اللہ جلّ شانہ کی ذات ہے۔ (ملخص از معارف القرآن)

چوتھی چیز جس کی آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا احادیث میں نفی فرمائی ہے وہ ''صَفَر'' ہے کہ ماہِ صَفَر میں ذاتی طور پر کوئی نحوست نہیں ہے، جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد
وآله واصحابه و بارک وسلم

www.e-iqra.info

نوٹ:۔ برائے مہربانی اس کتاب کو پڑھ کر احتیاط سے رکھیں یا پڑھنے کیلئے کسی کو دیدیں ضائع نہ کریں۔